پروفیسر شیر محمد گریوال

شہاب الدین غوری

شہاب الدین غوری برصغیر میں اسلامی حکومت کا بانی بادشاہ تھا۔ اگرچہ غوری سے پہلے عربوں نے سندھ میں محمد بن قاسم کی سرکردگی میں حکومت قائم کی تھی اور بعد ازاں غزنویوں نے پنجاب کو غزنوی سلطنت میں شامل کر لیا تھا لیکن ان کارروائیوں سے برصغیر کا ایک حصہ مسلمانوں کے زیر اثر تھا اور ہندوستان پر باقاعدہ اسلامی حکومت قائم کرنے کا عملی منصوبہ شہاب الدین غوری ہی نے بنایا تھا۔ ۷۴-۱۱۷۳ء کے قریب وہ غزنی کے ایک خود مختار حاکم کی حیثیت سے تاریخ کی سٹیج پر ابھرا۔ پیشتر ازیں وہ اپنے بڑے بھائی غیاث الدین غوری کے ساتھ منسلک تھا۔ غیاث الدین کا دار الخلافہ غور کے علاقہ میں فیروز کوہ تھا۔ وہ ۱۱۶۲ء میں فیروزکوہ میں برسرِ اقتدار آیا تھا۔ ۷۴-۱۱۷۳ء کے قریب غزنی اور اس کے اردگرد کے علاقے اپنے چھوٹے بھائی معز الدین محمد سام یعنی شہاب الدین غوری کے حوالے کر دیئے اور اسے ان علاقوں میں مختار کل بنا دیا اور ہندوستان کی طرف اپنے مقبوضات بڑھانے کے سلسلے میں بھی شہاب الدین کو آزاد چھوڑ دیا۔ سلطنت کو اس طرح تقسیم کر لینا بڑے بھائی کی طرف سے انتہائی قربانی تھی۔ شہاب الدین غوری نے بھی اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھا۔ وہ عمر بھر بڑے بھائی کا احترام کرتا رہا اور اہم معاملات میں اس سے مشورے لیتا رہا۔

دونوں بھائیوں کے درمیان یہ تعلقات ہندوستان کی تاریخ میں بے مثال ہیں۔ عموماً مسلمان شاہزادے اقتدار حاصل کرنے کے لیئے اپنے بھائیوں ہی سے الجھتے رہے۔ تقریباً ہر سلطان کی وفات کے بعد جنگ تخت نشینی چھڑ جاتی تھی اور تلوار ہی ثالث ثابت ہوتی تھی۔ لیکن غور کے ان دو عظیم بھائیوں کی باہمی محبت کی مثال کم از کم برصغیر کی تاریخ میں ناپید ہے۔

شہاب الدین غوری نے اپنے بڑے بھائی کی طرف سے غزنی کا اقتدار حاصل ہونے کے بعد ۱۱۷۵ء کے قریب درہ گومل کے راستے ملتان اور اوچ پر حملہ آور ہوا کہ غزنی سے گومل اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں

کا راستہ ہی وسطی ہندوستان تک پہنچنے کے لیے زیادہ مناسب تھا۔ خیبر اور پشاور والا راستہ اُن دنوں قابلِ استعمال نہیں رہا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ محمود غزنوی نے اس راستے سے کئی دفعہ ہندوستان پر حملے کیے تھے۔ شہاب الدین غوری ملتان اور اوچ کی فتح کے بعد بالائی سندھ اور راجپوتانہ کو روندتا ہوا ۱۱۷۸ء میں گجرات تک جا پہنچا۔ وہ اس سلسلے میں محمود غزنوی کی تاریخ دہرانا چاہتا تھا، لیکن گجرات کے راجوں کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ غالباً اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ شہاب الدین کی فوجیں راجپوتانہ کے وسیع ترین صحرا کو عبور کرتی ہوئی گجرات تک پہنچتے پہنچتے تھک چکی تھیں۔ دوسرے یہ کہ گجرات کے حکمران پہلے سے محمود غزنوی کے گجرات اور سومنات کے حملوں کے بعد محتاط ہو گئے تھے اور دفاعی تیاریوں میں مصروف رہے تھے۔ شہاب الدین کی گجرات میں شکست کا اگرچہ یہ مطلب تھا کہ اس کا ہندوستان پر اسلامی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔ تاہم اس نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے منصوبے کا دوبارہ جائزہ لے کر اسے پہنئے طریقے سے عمل شروع کیا۔ اب وہ خیبر کے راستے پشاور اور پنجاب پر حملہ آور ہوا، اس راستے سے وہ ۱۱۸۶ء تک پشاور، جہلم، سیالکوٹ اور لاہور فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان فتوحات کے دُور رس نتائج نکلے۔ ایک یہ کہ پنجاب میں غزنویوں کا اقتدار ختم ہو گیا۔ پشاور اور پنجاب کے سارے علاقے شہاب الدین غوری کے قبضے میں آ گئے اور غزنی سے لے کر لاہور تک وہ بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا، اس طرح غوری بادشاہ کے منصوبے کی کامیابی یقینی ہو گئی، لیکن اس کا دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ اجمیر کے چوہانوں سے ٹھن گئی، جن کی طاقت شہاب الدین کے منصوبے کی تکمیل میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بنی۔

اجمیر کے چوہان تمام راجپوتوں میں طاقت ور تھے۔ آخری حکمران پرتھوی راج نے شہاب الدین غوری کے راستے میں آہنی دیوار بننے کی کوشش کی۔ شہاب الدین نے لاہور پر قبضہ کرنے کے سرحدی قلعوں کا انتظام کیا۔ سرحدی قلعوں میں بٹھنڈہ کا قلعہ زیادہ مشہور ہے، اس پر پہلے چوہانوں کا قبضہ تھا۔ بٹھنڈہ کا انتظام کر کے شہاب الدین واپس جا رہا تھا کہ پرتھوی راج نے آگے بڑھ کر بٹھنڈے پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ شہاب الدین کو اطلاع ملی تو فوراً راستے ہی سے واپس لوٹا۔ راجپوتوں اور شہاب الدین کا پہلا مقابلہ ترائن کے میدان میں ہوا۔ چوہان شہاب الدین

ی سے کئی گنا طاقتور تھے، ان کے پاس دو لاکھ سپاہ اور تین ہزار جنگی ہاتھی تھے۔ شہاب الدین
ج کی تعداد کے متعلق مورخین خاموش ہیں، لیکن اغلب خیال یہ ہے کہ بیس ہزار سے زیادہ
ی سخت معرکہ پڑا، شہاب الدین دورانِ جنگ میں زخمی ہو گیا، ایک خلجی سردار کی بہادری
وجہ سے اس کی جان بچی۔ شہاب الدین کے سردار پہلے ہی میدانِ جنگ سے بھاگ گئے تھے۔
شہاب الدین شکست خوردہ فوج کے ساتھ واپس غزنی کو لوٹا۔ اس شکست کو بھی شہاب الدین
زیادہ اہمیت نہ دی۔ خود اعتمادی، بلند حوصلگی، بے پناہ شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ
اور ترائن کے میدان میں شکست کو آخری شکست تسلیم نہ کیا۔ اس کی یہ ادا مورخین کو
ت پسند ہے۔

راجپوتوں کے ہاتھوں شکست کھانے کا شہاب الدین کو بہت دکھ تھا، وہ سال بھر تیاری
یار رہا اور پورا سال گزرنے کے بعد وہ ایک عظیم لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔
ب لشکر پشاور کے قریب پہنچا تو ایک بوڑھے جرنیل نے بادشاہ سے پوچھا کہ تم اتنے بڑے لشکر کو
ان لیے جا رہے ہو۔ شہاب الدین نے جواب دیا جس دن سے اسے شکست ہوتی ہے، وہ
یاری میں مصروف رہا ہے، نہ اس نے آرام کیا اور نہ اپنی بیوی کا منہ دیکھا، خاموشی سے تیاری
رتا رہا۔ آج وہ راجپوتوں سے بدلہ لینے کے لیے ہندوستان جا رہا ہے۔

شہاب الدین نے اپنی تیاری کے مطابق ترائن ہی کے میدان میں قیام کیا، راجپوت بھی اس
ی جنگی تیاریوں سے بے خبر نہیں تھے۔ اب کے انھوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیاری کی۔ اب
پرتھوی راج کے ساتھ ایک سو پچاس ہندو راجے اور بھی شامل تھے اور اس کی فوج کی تعداد دو لاکھ
سے بڑھ کر تین لاکھ ہو گئی تھی، تین ہزار جنگی ہاتھی علیحدہ تھے، جبکہ شہاب الدین کی فوج کی تعداد
یک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اس سے پہلے سال چونکہ راجپوتوں کو فتح ہوئی تھی اس لیے وہ فتح اور
طاقت کے نشے میں مسرور تھے۔ حریف نے شہاب الدین کو مرعوب کرنا چاہا اور لکھا کہ اپنی اور اپنے
نوجوانوں کی زندگی چاہتے ہو تو فوراً واپس چلے جاؤ، ورنہ راجپوتوں کی طاقت کا اسے پہلے ہی اندازہ
ہو چکا ہے، وہ اس میدان کو لشکر سے بھر دیں گے، وہ اپنے دیوتاؤں کی قسمیں کھا کر میدان میں
نکلے ہیں اور ان کی طاقت سے زمین کانپ رہی ہے۔ شہاب الدین نے راجپوتوں کے پیغام کو بڑے سے

تحمل سے سنا اور نہایت اطمینان سے جواب لکھا کہ اسے تھوڑا سا موقعہ دیا جائے تاکہ وہ اس نئی صورتِ حال پر اپنے بڑے بھائی سے مشورہ کرے، اور ساتھ ہی صلح کی یہ سکیم بھی پیش کی کہ:

"با شما صلح کنیم، پنجاب و سرہند و ملتان با ما باشد و باقی ممالک ہندوستان از شما"

(فرشتہ، ص ۱۰۱)

لیکن راجپوت، شہاب الدین غوری کی اس بات کو خاطر میں نہ لائے۔ شہاب الدین صلح کے سلسلے میں بھی کوشاں رہا اور ساتھ ہی ساتھ تیاری بھی کرتا رہا، وہ بالآخر راجپوتوں پر حملہ آور ہوا۔ فوج کو اسلام کی عسکری روایات کے تحت پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا، تاریخ ساز معرکہ پیش آیا، طرفین کے فوجی نہایت بہادری سے لڑے، لیکن آخرکار راجپوت شکست کھا گئے اور شہاب الدین کو فتح حاصل ہوئی۔

ترائن کے میدان میں شہاب الدین کی فتح بڑی اہمیت کی حامل تھی، اس سے ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا، راجپوت ہار گئے، شہاب الدین جیت گیا، راجپوتوں کی شکست ہندو دھرم کی شکست تھی، شہاب الدین کی فتح اسلام کی فتح تھی، ہندو دھرم کی شکست ایک فرسودہ معاشرے کی شکست تھی۔ اسلام کی فتح ایک نئے انقلاب کی فتح تھی۔

ترائن کے معرکے کے بعد شہاب الدین کی قیادت میں قطب الدین ایبک نے ہانسی، کہرام، کوتل وغیرہ کو فتح کرکے دہلی کی بنیاد رکھی اور اسی کو اپنا مرکز بنایا۔ اس نے تھوڑے ہی عرصے میں گوالیار، کالنجر اور قنوج کو فتح کر لیا۔ بہار، لکھنوتی اور نبت کے علاقے اختیار الدین بختیار خلجی نے فتح کیے۔ یہ جرنیل بھی اسلام کا عظیم سپوت تھا۔ بنگال کو سب سے پہلے اس نے فتح کیا تھا۔

شہاب الدین کے تدبر اور قطب الدین ایبک کے عسکری کارناموں سے تھوڑے ہی عرصے میں سلطنت دہلی کی بنیاد مضبوط ہو گئی اور اس طرح ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ کامیاب رہا۔ سلطنت دہلی کی بنیاد پڑنے سے ہندوستان کی تاریخ کا رُخ بھی بدل گیا۔ ہندوستان میں باقاعدہ اسلامی حکومت قائم کرنے کا سہرا شہاب الدین غوری کے سر ہے، اس کی عسکری زندگی ہماری نسلوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔ اس کی شکستیں اور کامیابیاں بحیثیت قوم ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔